حضرت امام حسن عسکریؑ اور مصائب

محترمہ بنت زہرا نقوی صاحبہ معلمۂ جامعۃ الزہراء

''یُرِیْدُوْنَ لِیُطْفِؤُا نُوْرَ اللّٰہِ بِاَفْوَاھِھِمْ وَاللّٰہُ مُتِمُّ نُوْرِہٖ وَلَوْ کَرِہَ الْکٰفِرُوْنَ۔

ہر زمانے میں نورالٰہی کے مٹانے کی کوشش کی گئی لیکن پروردگار عالم نے اپنے نور کو باقی رکھا تاکہ لوگ اس کے وجود سے فیضیاب ہوتے رہیں۔

یہی وجہ ہے کہ ظالم کا ظلم وستم روز بروز بڑھتا رہا۔ائمہ معصومینؑ کی زندگیاں بھی ہمیشہ حکام وقت کی طرف سے مصائب ومظالم کا نشانہ بنی رہی۔اور شاید ہی کوئی ایسا حاکم رہا ہو جس نے اپنی حکومت کا مقصد آل محمدؐ پر ظلم وستم کو نہ قرار دیا ہو۔

لیکن امام حسن عسکریؑ کی زندگی ایک عجیب وغریب مصیبت کا نشانہ رہی ہے جس کی مثال دیگر معصومینؑ کی زندگیوں میں بھی نہیں ملتی ہے۔اور اس کا اہم ترین راز یہ ہے کہ عالم اسلام نے دور پیغمبرؐ سے یہ بات سن رکھی تھی کہ میرا بارھواں وارث وہ حجت پروردگار ہوگا جو ظلم وجور سے بھری ہوئی دنیا کو عدل وانصاف سے معمور کردے گا اور دنیا کے ہر نظام ظلم کا تختہ اُلٹ دے گا۔اس بنا پر حکام وقت ہر دور میں اس نکتہ کی طرف متوجہ رہے کہ وہ مہدیؑ دوراں منظر عام پر نہ آنے پائے۔امام حسن عسکریؑ کے دور تک یہ اطمینان تھا کہ مہدی اولاد حسینؑ کا نواں ہوگا۔اور ابھی اولاد حسینؑ کے آٹھ افراد پورے نہیں ہوئے ہیں لیکن امام عسکریؑ کا دور آنے تک ہر صاحب علم وخبر کو یہ اندازہ ہوگیا کہ اب وجود مہدی کا دور قریب آ گیا ہے اور وہ انھیں کی اولاد میں ہوگا۔ چنانچہ آپ کی خصوصی نگرانی شروع ہوگئی اور آپ کے گھر والوں کے ساتھ وہی سلوک کیا گیا جو فرعون نے بنی اسرائیل کے ساتھ کیا تھا۔

تاریخ اسلام گواہ ہے کہ حُکام زمانہ کا برتاؤ ائمہ معصومینؑ کے سلسلہ میں نہایت سخت تھا۔مولائے کائنات کی شہادت سے لے کر کربلا کے سانحے تک آل محمدؐ پر نازل ہونے والی کون سی مصیبت ہے جس میں بنی امیہ کا ہاتھ نہ رہا ہو۔اور جس خون سے کسی نہ کسی اموی حاکم کے ہاتھ رنگین نہ ہوں۔لیکن ان تمام مظالم کے ہوتے ہوئے بنی عباس کے مظالم کا نقشہ ان الفاظ میں کھینچا گیا ہے:

''خدا کی قسم! بنی امیہ کے مظالم بنی عباس کے مظالم کے مقابلہ میں عُشرِ عشیر بھی نہیں ہیں۔'' کہ جس عباسی حاکم نے تخت حکومت پر قدم رکھا اس کا پہلا کام یہ تھا کہ اولادِ رسولؐ کو ستایا جائے اور ان کا نام ونشان تک مٹا دیا جائے۔ کہ جس کا اندازہ بھی انھیں حالات سے لگایا جاسکتا ہے۔ ہارون کا امام موسیٰ کاظمؑ کو مسلسل قید خانہ میں رکھنا اور قید وبند کے عالم میں شہید کرا دینا، مامون کا امام رضاؑ کو ولی عہد بنانا پھر شہید کرا دینا۔امام محمد تقیؑ کو داماد بنانا اور پھر نشانۂ ستم بنا کر معتصم کا آپ کو زہر دلا دینا،متوکل کا قبر امام حسینؑ کی بربادی کا سامان کرنا اور اس طرح کے بے شمار مظالم ہیں جو ائمہ

معصومینؑ کے سامنے آتے رہے ہیں اور بنی عباس کے نمک حرام حکام جس کے نام پر برسراقتدار آئے تھے اسی کے گھرانے کو بے نام ونشان بنانے پر تلے رہے ہیں۔

امام حسن عسکریؑ کو ان مصائب میں سے ایک نیا حصہ ملا تھا کہ ظالمین کو معلوم تھا کہ پیغمبر اسلام کا بارہواں وارث ظلم کی بساط کو الٹ دے گا اور اس کے آنے کے بعد ظلم وجور کا خاتمہ ہوجائے گا اور یہ بھی معلوم تھا کہ ان کی نسل کے گیارہویں وارث ہیں لہٰذا مظالم کا تمام تر رُخ آپ کی ذات مبارک کی طرف تھا اور ہر ایک آپ کی زندگی کے خاتمے کا درپے تھا۔

چنانچہ ظالموں نے قتل کرنے کے بجائے اذیتوں کا راستہ اختیار کیا مگر نگاہِ قدرت میں اولیاء خدا کے صبر کے جوہر کھلنے کا یہ بہترین راستہ ہے۔ مظالم اپنی حد سے گذر گئے۔ قید وبند، خانہ نشینی، نظربندی اور اس طرح کے شدید ترین حالات کا سامنا کرنا پڑا۔ جس قصر میں ظالم آرام کرے اس کے گوشے میں امام کو قیدی بنا کر رکھا گیا کہ یہ آل رسولؐ کے ساتھ امت کی نگاہ میں بہترین برتاؤ تھا۔

آپ کے قید خانہ کا ایک واقعہ ملتا ہے کہ جب آپ (امام حسن عسکریؑ) قید کرلیے گئے تو خاندان بنی عباس اور اس کے اطراف کے منحرفین میں سے صالح بن علی وغیرہ صالح بن وصیف کے پاس پہنچے اور اس سے کہا کہ: حضرت ابومحمد علیہ السلام کے ساتھ ذرا بھی نرمی نہ کرنا، بلکہ اور سختی میں اضافہ کردو۔

صالح بن وصیف نے کہا، حتی الامکان میں نے دو شریر وظالم ترین لوگ ان پر مامور کئے مگر وہ دونوں ہی آپ کی نماز اور عبادت کو دیکھ کر متاثر ہوگئے ہیں۔

اس کے بعد اُس نے ان دونوں محافظوں کو بلوایا۔ ان سے پوچھا، بتاؤ تم دونوں کی اس مرد (امام حسن عسکریؑ) کے متعلق کیا رائے ہے؟

انھوں نے کہا، ہم ایسے شخص کے متعلق کیا کہیں جو دن بھر روزہ سے رہتے ہیں اور رات بھر عبادت کے سوا نہ کسی سے کوئی بات کرتے ہیں، نہ کسی اور کام میں مشغول ہوتے ہیں۔ وہ اگر کبھی نظر اٹھا کر ہم لوگوں کی طرف دیکھتے ہیں تو ہمارا بند بند کانپنے لگتا ہے اور دل اس طرح لرزنے لگتا ہے کہ اپنے قابو سے باہر ہوجاتا ہے۔

عباسیوں نے جب یہ سنا تو وہاں سے مایوس واپس ہوگئے۔

خلیفہ کی پریشانی بڑھ گئی اور وہ آپ کو مٹانے کی فکر میں لگ گیا۔ یہاں تک کہ معتمد نے آپ کو زہر دلوادیا۔ اور اس طرح ۸ ربیع الاول ۲۶۰ھ میں امامت کا گیارہوں قمر گہن میں آگیا اور ہمیشہ کے لئے اپنے فرزند ارجمند قائم آل محمدؑ سے رخصت ہوگئے۔

روایت کے مطابق آپ کی نماز جنازہ آپ کے بھائی جعفر بن امام علی النقیؑ نے جب پڑھانے کے لئے تکبیر کا ارادہ کیا ویسے ہی ایک کمسن صاحب زادے برآمد ہوئے اور فرمایا: چچاجان: میں اپنے پدر بزرگوار کی نماز جنازہ پڑھانے کا زیادہ حقدار ہوں۔ یہاں تک کہ آپ نے آگے کھڑے ہوکر نماز جنازہ پڑھائی اور آپ کے پدر بزرگوار کے پہلو میں آپ کو دفن کردیا گیا۔

آخر کلام میں ہم منتقم خون شہداء کربلا حضرت امام عصرؑ کی خدمت میں تعزیت پیش کرتے ہیں۔

''وسیعلم الذینَ ظَلَمُوْا اَی منقلبٍ ینقلبون''